آقائے نامدار رسول کریم ﷺ سے قرآن مجید کے غیر بات / حدیث کو بتانے اور سنانے کا مطالبہ

انسان دنیا میں اپنی آمد کے وقت: لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ''وہ کسی شئے کا علم نہیں رکھتے'' کی حالت اور مقام سے ساعتوں میں آنے والے اسماء، اور حدیثوں اور نگاہوں میں آنے والی اشیاء، ظاہری علامتوں، نشانیوں (اِن کیلئے عربی کا جامع لفظ ءَ ایَۃٍ ہے)، معلومات کو یاداشت میں محفوظ کرتے ہوئے زندگی کی ارتقائی منازل طے کرتا، اور صاحب علم وبصیرت بنتا ہے۔اور پھر خود اپنی جانب سے دوسروں کو حدیثیں بیان کرنے کے قابل ہوتا ہے کیونکہ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿٤﴾ ''الرحمٰن سبحانہ و تعالیٰ نے اسے علمِ بیان دیا ہے'' الرحمٰن۔۴)

کیا آقائے نامدار ﷺ نے انسان کو عطا کردہ حدیث بیان کرنے کی اِس صلاحیت کو لوگوں کیلئے استعمال فرمایا تھا؟

علم کی دنیا میں کتاب کو اعلیٰ قرار دینے کا ایک معیار یہ ہے کہ اپنے متعارف ہونے کے زمانے کے نقوش ہمیں دکھائے۔قرءانِ مجید کی ایک صفت عظیم ہے۔اِس کی عظمت کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اپنے متعارف ہونے کے طویل عرصے کی تاریخ کو اِس قدر تصویری انداز میں بیان فرماتا ہے کہ اُس دور کا مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ ہمیں جیتا جاگتا دکھائی دینے لگتا ہے، اِس قدر روشن اور واضح کہ ہم اپنے آپ کو اُس دور اور شہر کا زندہ باسی تصور کر سکیں۔

قرآنِ مجید نے بتایا:

وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِم بِـَٔايَةٍ قَالُوا۟ لَوْلَا ٱجْتَبَيْتَهَا ۚ

یہ حقیقت ہے کہ اگر کبھی آپ (ﷺ) نے قرآنِ مجید کی آیت کو ابھی اُنہیں نہیں بتایا ہے تو انہوں نے کہا:

''آپ نے خود ہی اُس کو کیوں تالیف نہیں کر لیا؟''

ٱجْتَبَيْتَهَا ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر اور ''هَا'' ضمیر واحد مؤنث غائب اور معنی ''تو نے اس کو چھانٹ لیا، پسند کر لیا، انتخاب کر لیا'' اس کا کا مادہ ''ج ب و(ی)'' ہے جس کے اصل معنی جمع کرنے یا جمع ہو جانے کے ہیں (تاج، محیط راغب) تالیف کرنا۔

اِدھر اُدھر کی باتوں میں سے انتخاب کر کے، اور انہیں یکجا کر کے آیت یعنی بات / حدیث بنانے کیلئے جس صلاحیت نے معاونت کرنی اور بنیادی ذریعہ اور وسیلہ بننا ہے وہ یاداشت (Memory) میں محفوظ علم، روایتیں، واقعات، باتیں، حدیثیں ہیں۔آپ ﷺ کا اُن لوگوں کو جواب کیا ہے؟

قُلْ إِنَّمَآ أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّ مِن رَّبِّى ۚ

آپ (ﷺ) کہیں "میں تو صرف اُس کی اتباع کرتا، عمل پیرا ہوتا ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے

هَـٰذَا بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝

یہ قرآن تم لوگوں کے رب کی طرف سے بصیرت افروز پیغام ہے اور ماننے والے لوگوں کیلئے ہادی اور رحمت ہے" (الاعراف۔۲۰۳)

زمان کے ہر دور میں انسان نازل کردہ کتاب سے فرار کا طالب رہا ہے۔ زمان میں لوگ تو نت نئی روایتیں اور حدیثیں بناتے ہی رہتے ہیں اور اُن کی کتاب سے بچنے کی خواہش اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ رسولِ کریم ﷺ سے یہ مطالبہ کرنے سے بھی نہیں شرماتے:

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ءَايَاتُنَا بَيِّنَـٰتٍ ۙ

حقیقت جان لو جب انہیں ہماری نازل کردہ واضح آیتیں سنائی جاتی ہیں

قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَآءَنَا ٱئْتِ بِقُرْءَانٍ غَيْرِ هَـٰذَآ أَوْ بَدِّلْهُ ۚ

تو اُن لوگوں نے کہا جو ہمیں ملنے کی توقع نہیں رکھتے:

"آپ (ﷺ) اِس قرءان کے علاوہ کوئی قرآن/تحریر کردہ کتاب لے آئیں، یا آپ اِس قرءان کو بدل دیں"۔

کیا ہمارے آقا، آقائے نامدار ﷺ نے اُن لوگوں کو قرءان کے علاوہ باتیں بتانے کی خواہش کو شرف قبولیت بخشا تھا؟ یقیناً نہیں

قُلْ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنْ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلْقَآيِ نَفْسِيٓ ۖ (حوالہ یونس۔۱۵)

آپ ﷺ جواب میں فرمائیں "مجھے زیبا نہیں کہ میں اپنی بصیرت وادراک (perception) سے اُسے بدل دوں"

انسان اپنی یاداشتوں میں نقش معلومات، تجربات، حدیثوں اور روایتوں کی پیروی اور اتباع میں عمل کرتا ہے جن تمام کے صحیح اور حقیقت ہونے کا دعویٰ کوئی نہیں کرسکتا۔ رب العالمین کی قسم ہے کہ قرآنِ مجید کے نزول سے قبل بھی میرے آقا ﷺ کے قلب مبارک اور ذہن میں نقش مبارک زندگی کا ہر لمحہ صحیح، حقیقت، صادق اور امین ہے کہ ان کی عمر کی قسم اللہ رب العزت دیتا ہے لَعَمْرُكَ "آپ کی عمر کی قسم" (حوالہ الحجر۔۷۲)۔ لیکن وہ اپنی یاداشت میں محفوظ ہر بات کو پس پشت ڈالتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَىَّ

''میں تو تن دہی سے اُس کی پیروی میں عمل پیرا ہوتا ہوں جو میری طرف کتاب میں وحی کیا جاتا ہے'' (حوالہ یونس ۔۱۵)

رسولِ کریم ﷺ سے لوگوں نے بظاہر باتیں تین کہی تھیں لیکن آپ ﷺ سے جواب ایک بات کا دلایا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا تھا کہ آپ ﷺ کسی بات کا خود ہی انتخاب کر لیں، اِس قرءانِ مجید کے علاوہ کسی غیر قرآن کو لے آئیں یا اِس کو بدل دیں۔ تینوں باتوں کا مقصد اور نتیجہ ایک ہی ہے۔ لوگوں کو قرءانِ مجید میں بیان کردہ کے علاوہ باتوں/حدیثوں میں دلچسپی تھی۔ رسولِ کریم ﷺ کا دوٹوک جواب یہ ہے'' مجھے روا نہیں کہ میں تِلۡقَآيِ نَفۡسِيٓ سے اس قرآنِ مجید کو بدل دوں''

اِدھر اُدھر کی باتوں میں سے انتخاب کرنے، اور دنیا کی کسی بھی کتاب کی باتوں کو بدلنے کیلئے انسان کو تِلۡقَآيِ نَفۡسِيٓ ہی کا سہارا لینا پڑتا ہے، چاہے یہ تبدل اُس کتاب کی اپنی زبان میں کیا جائے یا اُس کتاب کی باتوں کا دوسری زبانوں میں ترجمہ ومفہوم بیان کرتے ہوئے۔

ہر انسان کی تِلۡقَآيِ نَفۡسِيٓ اُس کے ذہن پر نقش وہ یادیں، روایتیں، حدیثیں، باتیں، معلومات ہیں جو زندگی کے اُس مقام تک اُس کی سماعتوں اور بصارتوں میں آئی تھیں اور جو اُس کیلئے علم، ذھانت، دانائی، فہم، تجربہ، بصیرت کا باعث بنی تھیں۔ کسی بھی شخص کی تِلۡقَآيِ نَفۡسِيٓ ادراک وبصیرت کیسے بنتی ہے؟ تِلۡقَآيِ میں تِـلۡـقَـآءَ کا مادہ'ل ق ی'اور''ی'' ضمیر مجرور متصل ہے واحد متکلم کیلئے آتی ہے۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونا لِـقَـاءَ ہے۔ ملاقات، کسی بات کا بصر یا بصیرت سے ادراک کر لینا (Perception) (جناب راغب)۔ نَـفۡـسِيٓ کا مادہ''ن ف س'' ہے اور انسانی شخصیت کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے۔ نیز وہ توانائی جس سے تمیز کی صلاحیت، شعور اور احساس کی قوت، پیدا ہوتی ہے۔ علم اور قلب کے معنوں میں بھی آتا ہے (تاج وابن فارس)۔

ہر ذی حیات انسان کا ایک ظاہر''بشر'' ہے اور ایک اس کا باطن۔ اس کا باطن تِلۡقَآيِ نَفۡسِيٓ ''میری بصیرت وادراک، علم'' ہے جسے اپنے ذہن سے نکال کر سینے میں ''ملاقات'' کرتا ہے اور پھر لوگوں کے سامنے اسے قولاً یا تحریراً بیان کرتا ہے۔ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کی بھی قرءانِ مجید کو لوگوں کو سنانے سے قبل تِلۡقَآيِ نَفۡسِيٓ ''میرا ادراک، میری بصیرت'' تھی، لیکن آپ ﷺ نے واضح فرما دیا کہ اِس صلاحیت کو استعمال کر کے وہ کسی بات (عربی میں

حدیث) کومنتخب کر کے لوگوں کو نہیں بتاتے اور قرءانِ مجید کی کسی بات میں تبدل نہیں فرماتے بلکہ: ''میں تو تن دہی سے اُس کی پیروی میں عمل پیرا ہوتا ہوں جو میری طرف کتاب میں وحی کیا جاتا ہے''

ہر انسان کی تِلۡقَآيِٕ نَفۡسِيٓ ''میرا ادراک، میری بصیرت'' کے علاوہ ایک اور شیئ بھی ہے جس کے زیر اثر لوگوں سے وہ کوئی بات کہتا ہے۔ اور وہ ہے خواہش، جذبہ، آرزو، تخیل، گمان ٱلۡهَوَىٰٓ۔ اِس حوالے سے بھی آقائے نامدار ﷺ کے متعلق انسانیت کو واضح بتایا

وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلۡهَوَىٰٓ ﴿٣﴾

اور نہ وہ اپنی خواہش، گمان، تخیل سے لوگوں سے بات کرتے ہیں

إِنۡ هُوَ إِلَّا وَحۡيٞ يُوحَىٰ ﴿٤﴾

بیشک یہ بات جو وہ بیان کر رہے ہیں یہ وحی ہے جو بیان کی جاتی ہے۔ (سورۃ النجم۔۳۔۴)

اور آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے فرمایا کہ لوگوں کو بتائیں

قُلۡ مَآ أَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ أَجۡرٖ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

آپ (ﷺ) کہہ دیں ''میں تم سے اس کی اجرت نہیں مانگتا اور میں ایسے کام کیلئے پابند کرنے والوں میں سے نہیں جو کسی پر گراں گزرے

إِنۡ هُوَ إِلَّا ذِكۡرٞ لِّلۡعَٰلَمِينَ ﴿٨٧﴾

یہ قرآنِ مجید تو جہان والوں کیلئے ایک ذکر، یاددہانی، نصیحت ہے'' (سورۃ صٓ۔۸۶۔۸۷)

انسانوں کی اکثریت دوسروں کو باتیں، حدیثیں، علم، واقعات بتانے کیلئے اُن سے اجرت کے طلبگار ہوتے ہیں۔ بعض لوگوں کیلئے یہ بھی ایک روزگار ہے کہ لوگوں کو چکنی، چپڑی، مزاحیہ، مزیدار، پراسرار باتیں، حدیثیں، کہانیاں سناتے ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ نے واضح فرمایا کہ جو باتیں لوگوں کو وہ سنا رہے ہیں اس کیلئے اُن سے کسی اجرت کے طلبگار نہیں اور نہ اُن سے اِس کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُتَكَلِّفِينَ ۝ کا عام طور پر ترجمہ یوں کیا جاتا ہے ''اور نہ میں دکھاوے، بناوٹ کرنیوالوں میں سے ہوں، (nor I am a pretender)۔ ٱلۡمُتَكَلِّفِينَ کا مادہ ''ک ل ف'' ہے اور معنی سیاہی مائل زردی، سیاہی مائل زرد،

مشقت کے باوجود جس کام کو برداشت کیا جائے۔ ایسے کام کا پابند کرنا جو کسی پر گراں گزرے، بوجھ محسوس ہو۔ رسولِ کریم ﷺ نے دو باتیں فرمائی ہیں ''میں تم سے اس (قرآنِ مجید سنانے) کی کوئی اجرت نہیں مانگتا''۔

أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝

''یا کیا آپ (ﷺ) اُن سے اجرت مانگتے ہیں اور وہ تاوان کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں؟'' (من وعن ایک جیسی الطور ۴۰، القلم۔۴۶)

أَجْرًا کو بوجھ کہا گیا۔ کسی پر بوجھ ڈالنے کا ایک انداز کسی پر دباؤ ڈالنا اور جبراً کوئی بات منوانا ہے، کسی کو اس طرح پابند کرنا ہے جو اسے گراں گزرے اور بوجھ محسوس ہو۔ آقائے نامدار ﷺ نے لوگوں سے وہ بات فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا

نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ

ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ کہتے ہیں۔ (کہنے دیں انہیں)

اور آپ (ﷺ) اُن پر زبردستی کرنے، کسی قسم کا دباؤ ڈالنے، جبراً باتیں منوانے والے نہیں ہیں۔

فَذَكِّرْ بِٱلْقُرْءَانِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ۝

اس لئے آپ (ﷺ) قرءانِ مجید سے نصیحت کرتے رہیں اسے جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے'' (سورۃ قٓ۔۴۵)۔

آقائے نامدار ﷺ پر درود و سلام ہے صبح و شام۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰٓ ۝٣

اور رنہ وہ اپنی خواہش، برگمان، تخیل سے لوگوں سے بات کرتے ہیں۔

انسان اپنے متعلق یہ بات خود کہے تو ماننے میں کوئی پس وپیش کرسکتا ہے۔ اللہ کے فرمان اور گواہی سے انکار ممکن نہیں۔

آقائے نامدار ﷺ کے ان فرمانوں سے اظہر من الشمس ہے کہ قرآنِ مجید میں بتائی گئی باتوں کے علاوہ انہوں نے لوگوں سے کسی حدیث /اطلاع کو بیان نہیں فرمایا لیکن لوگوں کی خواہش تھی اور آقائے نامدار ﷺ سے مطالبہ کرتے تھے کہ آپ ﷺ قرآنِ مجید کے علاوہ اپنی جانب سے کچھ باتیں، حدیثیں لوگوں کو سنائیں اور بتائیں۔ اُن کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ ادھر اُدھر کی باتوں سے انتخاب کر کے کوئی آیت تالیف کرلیں اور قرآنِ مجید کی باتوں کو دوسری باتوں سے بدل دیں۔ اُن لوگوں کے ارادوں کے متعلق آقائے نامدار ﷺ کو یوں مطلع اور واضح فرمایا:

وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا
يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ (النساء-۱۱۳)
وَٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿۱۱۳﴾

اے نبی (ﷺ)! اگر اللہ کا فضل آپ پر نہ ہوتا اور اُس کی رحمت آپ کے شامل حال نہ ہوتی تو ان میں سے تو ایک گروہ نے اپنے تئیں ارادہ کر لیا تھا کہ ایسا امکان پیدا ہو سکے جس کے ذریعے آپ کو آپ کے مقصد سے غافل کیا جا سکے۔مگر حقیقت یہ ہے کہ سوائے اپنے آپ کے وہ کسی کو غفلت کا شکار نہیں بنا رہے تھے۔اور آپ کا کوئی نقصان نہیں کر سکتے۔اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت کو نازل فرمایا ہے اور آپ کو وہ علم پڑھایا ہے جو پہلے آپ کو معلوم نہ تھا۔اور ان کا آپ (ﷺ) پر عظیم فضل ہے"

وَإِن كَادُوا۟ لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ ٱلَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ لِتَفْتَرِىَ عَلَيْنَا غَيْرَهُۥ ۖ
وَإِذًا لَّٱتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ﴿۷۳﴾

اور (اے رسولِ کریم ﷺ!) ان کا ارادہ تھا کہ آپ کو اُس کے متعلق آزمایا جائے جو ہم نے آپ (ﷺ) کو وحی کیا ہے

یہ چاہتے ہوئے کہ شاید آپ کچھ اختراع کر لیں جو نازل کردہ سے غیر (علاوہ) ہو۔

اگر آپ (ﷺ) نے اُن کی خواہش مانتے ہوئے ایسا کر دیا ہوتا تو انہوں نے آپ کو دوست بنا لیا ہوتا۔" (الاسراء-۷۳)

کَادُوْا۔جمع مذکر غائب۔قریب تھے،جو کسی شئے کے قریب ہوتا ہے وہ اس کا ارادہ کہلاتا ہے۔"ھَمَّت" کے معنی بھی ارادہ کر لینا ہیں۔

وَلَوْلَآ أَن ثَبَّتْنَٰكَ لَقَدْ كِدتَّ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيلًا ﴿۷۴﴾

اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو یہ ارادہ کرنے والوں کا خیال/نقطہ نظر تھا شاید کہ

ان کی طرف معمولی جھکاؤ کی کوئی تدبیر کرتے" (الاسراء-۷۴)

فَلَا تُطِعِ ٱلْمُكَذِّبِينَ ﴿۸﴾ وَدُّوا۟ لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ﴿۹﴾

اس لئے آپ (ﷺ) جھٹلانے والوں کی بات نہ مانیں۔وہ چاہتے ہیں کہ آپ کچھ نرم پڑ جائیں تو وہ بھی نرم پڑ جائے۔' (القلم-۸-۹)

آقائے نامدار، رسول کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے مطالبے کے باوجود انہیں کوئی ایک بات بھی ایسی بتانے اور سننانے سے معذوری کا اظہار فرمایا جو نازل کردہ قرآنِ مجید کے غیر یعنی اُس سے علاوہ ہو۔اُن لوگوں کے نزدیک یہ

ایک معمولی سی بات تھی لیکن رسول کریم ﷺ نے انہیں خوش (oblige) نہیں کیا اگر چہ ایسا کرنے سے وہ لوگ بھی آپ ﷺ کو اپنا دوست سمجھنے لگتے۔ اُن لوگوں کو ایک کریڈٹ ضرور جاتا ہے کہ انہوں نے آقائے نامدار ﷺ سے غیر قرءان باتیں منسوب کر کے لوگوں میں نہیں پھیلایا۔

آقائے نامدار ﷺ کے دوٹوک فرمان کے بعد اُن سے ذاتی طور پر منتخب کی گئی باتوں پر مبنی آیتیں تالیف کرانے اور قرءانِ مجید کو اُن کے اپنے ادراک وبصیرت کی باتوں سے بدلوانے کے شائقین کے موہوم ارادوں اور خواہشات پر اوس پڑ گئی۔ اُن کی امیدیں بجھ گئیں۔ آپ ﷺ کے قرآنِ مجید کے علاوہ انہیں کوئی بات سنانے، بتانے اور تحریر میں دینے سے انکار پر ثابت قدم رہنے سے آپ ﷺ کے طریقہ کار، دین سے وہ لوگ مایوس ہو گئے۔ کتاب، قرآنِ مجید کی بات کو سننے کیلئے وہ لوگ تیار نہیں تھے اور اُس کی کسی بات کو رد کرنے کیلئے اُن کے پاس دلیل نہیں تھی۔ اِس لئے قرآنِ مجید سے اجتناب کرنے کا اِس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ اُسے سنانے والے ہی سے اِس خواہش کا اظہار کر دیا جائے کہ اپنی صوابدید سے قرآنِ مجید کے علاوہ اپنے علم وبصیرت سے وہ کچھ باتیں/حدیثیں بنائیں اور انہیں سنائیں۔

مفاد کے بھنور میں پھنسے لوگوں کی عجیب نفسیات ہے کہ اپنی ہی کہی ہوئی باتوں کو بھول کر ڈھٹائی سے جھوٹ بولنے پر اتر آتے ہیں جن کی فہم وبصیرت اور ادراک پر اِس انتہا کے اعتماد کا اظہار کرتے تھے کہ آیتیں تصنیف کرنے اور قرآنِ مجید کو اپنی باتوں سے بدلنے کی خواہش کا اظہار کرتے اب اپنے لوگوں کے سامنے ایک نئی فرمائش کے ساتھ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں:

بَلْ قَالُوٓاْ أَضْغَٰثُ أَحْلَٰمٍۭ بَلِ ٱفْتَرَىٰهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِـَٔايَةٍ كَمَآ أُرْسِلَ ٱلْأَوَّلُونَ ۝٥

نہیں، بلکہ وہ کہتے ہیں ''یہ پراگندہ خواب ہیں، نہیں یہ پراگندہ خواب نہیں، درحقیقت اس نے اسے گھڑ لیا ہے، نہیں، اس نے گھڑ نہیں لیا بلکہ وہ ایک شاعر ہے۔ ورنہ وہ بھی اس طرح کوئی نشانی لائے جیسے پہلے رسول بھیجے گئے تھے'

(الانبیاء۔۵)

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِۦ رَيْبَ ٱلْمَنُونِ ۝٣٠

کیا وہ کہتے ہیں ''یہ ایک شاعر ہے جس کیلئے ہم زمانے کے حوادث، بے یقینی کا انتظار کر رہے ہیں'' (الطور۔۳۰)

آقائے نامدار ﷺ کے دوٹوک فرمان کے بعد کہ **تِلْقَآئِ نَفْسِیْ** سے باتیں کہتے ہیں اور نہ اس کے زیرِ اثر اپنے اعمال کو سر انجام دیتے ہیں بلکہ اپنے پر نازل کردہ قرءانِ مجید کی اتباع کرتے ہیں، اہلِ ثروت اکابرین اُن سے مایوس ہو کر قرءانِ مجید کے متعلق لوگوں کو تذبذب کا شکار کرنے کیلئے خیال آرائی کرتے ہیں کہ شاید یہ پراگندہ خواب ہیں۔ لیکن یہ جانتے ہوئے کہ حکمت بھری باتوں کو پراگندہ خواب تسلیم کرانا ممکن نہیں تو خود ہی اُس خیال کی نفی کرتے ہوئے لوگوں سے کہتے کہ اُس نے خود ہی گھڑ لیا ہے۔ جھوٹے لوگوں کی نفسیات کو سمجھ لیں۔ یہ بات کہنے والے وہ لوگ ہیں جو آقائے نامدار ﷺ سے کہتے تھے کہ قرءانِ مجید کی بجائے آپ خود ہی ادھر اُدھر کی باتیں جمع کر کے ہمیں بتائیں یعنی باتیں گھڑ لیں۔ مکہ اور طائف کے اہلِ ثروت کو یہ احساس بھی تھا کہ جن عام لوگوں کے سامنے یہ خیال آرائی کر رہے ہیں انہیں بھی آقائے نامدار ﷺ کے اخلاق و کردار، رویئے اور روش کے متعلق کچھ نہ کچھ علم ہو سکتا ہے کہ وہ باتیں گھڑنے والے نہیں ہیں اس لئے اپنے اِس خیال کی بھی خود ہی نفی کرتے ہوئے اُنہیں لوگوں کے سامنے ایک شاعر قرار دے دیا۔ اس طرح لوگوں کو تاثر دینے کی کوشش کرتے کہ آقائے نامدار ﷺ جو کچھ لوگوں کو بتا رہے ہیں اگر انہیں من گھڑت نہ بھی سمجھا جائے تو زیادہ سے زیادہ اسے شاعرانہ خیال آرائی کہا جا سکتا ہے۔ عرب کے ان اہلِ ثروت کی باتوں سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک بھی شاعروں کی باتیں سچائی اور حقیقت سے عاری محض تخیل کی پرواز پر مبنی ہوتی تھیں اور یہ کہ شاعر اتنے معزز و مکرم نہیں ہوتے کہ ان کی باتوں کو قابلِ بھروسہ سمجھا جائے اس لئے لوگوں سے کہتے کہ اگر وہ شاعر نہیں ہیں تو وہ بھی کوئی نشانی (معجزہ) لائیں جیسے نشانیوں کے ساتھ پہلے رسولوں کو بھیجا گیا تھا۔

اس نکتے کو انتہائی احتیاط سے نوٹ کریں کہ آقائے نامدار ﷺ اور قرآنِ مجید کو تسلیم نہ کرنے والوں نے آپ ﷺ سے لاکھوں حدیثیں تو کیا کوئی ایک حدیث بھی ایسی منسوب نہیں کی جو غیر قرءان ہو۔ اِن منکرین نے جو کچھ بھی کہا قرآنِ مجید ہی کے حوالے سے کہا اور قرآنِ مجید کو آپ ﷺ کی تالیف قرار دیا لیکن یہ کبھی نہیں کہا کہ رسولِ کریم ﷺ نے قرءانِ مجید کے علاوہ دوسری حدیثیں بھی کہی ہیں جنہیں معاذ اللہ انہوں نے جھوٹ قرار دیا ہو۔

قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُۥ لَيَحْزُنُكَ ٱلَّذِى يَقُولُونَ

"اے رسولِ کریم (ﷺ)! ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں اُن سے آپ کو رنج ہوتا ہے۔

فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ ٱلظَّٰلِمِينَ بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝

لیکن آپ اِس پر تو غور فرمائیں کہ حقیقت میں یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ دراصل یہ ظالم دانستہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا جانتے بوجھتے ہوئے انکار کرتے ہیں" (الانعام۔۳۳)۔